20677-کیا شریعت اسلامیہ میں عورت کا حکمران بننا جائز ہے ؟

سوال

کیا شریعت اسلامیہ میں عورت کا حکمران بننا جائز ہے، میں چاہتا ہوں کہ قرآن مجید سے دلیل دی جائے ؟

پسندیدہ جواب

اول :

پہلے تو ہم سوال کرنے والے بھائی کا قرآن مجید کے دلائل کی معرفت اوران کی اتباع وپیروی کی حرص رکھنے پر شکریہ ادا کرتے ہیں، لیکن ہر مسئلہ میں لازم نہیں کہ اس کی خاص دلیل قرآن مجید سے ہو، بلکہ بہت سے احکام ایسے ہیں جو سنت نبویہ صحیحہ سے ثابت ہیں، اور قرآن مجید سے ثابت نہیں، اور مسلمان شخص پر ضروری اور واجب ہے کہ وہ قرآن و سنت دونوں کی اتباع وپیروی کرے.

فرمان باری تعالی ہے :

{اے ایمان والو! اللہ تعالی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت وفرمانبرداری کرو، اور اپنے حکمرانوں کی، اور اگر کسی چیز میں تم اختلاف کرو تو اسے اللہ تعالی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف لوٹاؤ اگر تم اللہ تعالی اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہ تمہارے لیے انجام کے لحاظ سے بہتر اور اچھا ہے} النساء (59).

تو اللہ تعالی نے اس آیت میں اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے، اور تنازعہ مسائل کو اپنی کتاب اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر لوٹانے کا حکم دیا ہے.

اور ایک مقام پر فرمان باری تعالی ہے :

{اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو حکم تمہیں دیں اسے مان لیا کرو، اور جس چیز سے منع کریں اس سے رک جایا کرو، اور اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرو، بلاشبہ اللہ تعالی سخت سزا دینے والا ہے} الحشر (7).

اور ابن ماجہ رحمہ اللہ تعالی نے مقدام بن معدیکرب کندی رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"قریب ہے کہ ایک وقت آئے ایک شخص اپنے تکیہ پر سہارا لیے ہوئے میری احادیث میں سے ایک حدیث بیان کرے، تو یہ کہے : ہمارے اور تمہارے مابین اللہ عزوجل کی کتاب ہے، اس میں جو کچھ ہم حلال پائیں گے اسے ہم حلال مانیں گے، اور جو کچھ اس میں حرام پائیں گے اسے ہم حرام مانیں گے، خبردار! بلاشبہ اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حرام کیا ہے وہ اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالی نے حرام کیا ہے"

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (12) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح الجامع حدیث نمبر (8186) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

دوم :

کتاب وسنت کے دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے لیے ولایت عامہ کا منصب جائز نہیں، مثلاخلافت، اوروزارت، اورقضاء جج وغیرہ.

ذیل میں اس کے قرآن وسنت سے دلائل پیش کیے جاتے ہیں :

1-قرآن مجید سے دلائل :

فرمان باری تعالی ہے :

.{مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے ایک کودوسرے پر فضیلت دی ہے، اوراس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں}.النساء (34).

قرطبی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

قولہ تعالی :.{مرد عورتوں پر حاکم ہیں}.

یعنی : وہ ان پر خرچ کرتے ہیں، اوران کا دفاع اور حفاظت کرتے ہیں، اوراس لیے بھی کہ مردوں میں ہی حکمران اورامیر اورجھاد وقتال اورجنگ کرنے والے ہوتے ہیں، اور یہ عورتوں میں نہیں ہوتا.اھ

دیکھیں : تفسیر القرطبی (168/5).

اورابن کثیر رحمہ اللہ تعالی اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں :

یعنی مرد عورت پر قیم اور نگران ہے، یعنی وہ اس کا رئیس اوربڑااوراس پر حاکم ہے، اورجب وہ ٹیڑھی ہوجائے تواسے سیدھا کرنے والا ہے.

.{اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے ایک کودوسرے پر فضیلت دی ہے}.

یعنی : کیونکہ مرد عورت سے افضل ہے، اورمرد عورت سے بہتر ہے، اسی لیے نبوت مردوں کے ساتھ خاص ہے، اوراسی طرح بڑی حکمرانی اوربادشاہت بھی.

اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"وہ قوم کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتی جس نے اپنے معاملات کا نگران عورت کو بنالیا"

اسے امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے.

اوراسی طرح قضاء اورجج کا منصب بھی.اھ

دیکھیں : تفسیر ابن کثیر (492/1).

2-سنت نبویہ سے دلائل :

ابو بکرۃ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ: جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ اہل فارس نے کسری کی بیٹی کو اپنا حکمران اور بادشاہ بنا لیا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وہ قوم کبھی بھی ہر گز کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے معاملات کا نگران ایک عورت کو بنا لیا"

صحیح بخاری حدیث نمبر (4163).

امام شوکانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اس میں دلیل ہے کہ عورت حکمرانی نہیں کر سکتی اور وہ اس کی اہل نہیں، اور کسی بھی قوم کے لیے اسے حکمران بنانا حلال نہیں، کیونکہ ان پر ایسے کام سے اجتناب کرنا ضروری ہے جو ان کی عدم فلاح اور ناکامی کا باعث ہو اھ کچھ کمی و بیشی کے ساتھ

دیکھیں: نیل الاوطار للشوکانی (8/305).

اور ماوردی رحمہ اللہ تعالی وزارت کے متعلق کلام کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اور عورت کے لیے یہ منصب جائز نہیں، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"وہ قوم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے معاملات عورت کے سپرد کر دیے"؛

اور اس لیے بھی کہ اس میں رائے طلب کی جاتی ہے، اور عزم کی پختگی بھی ہوتی ہے جس سے عورتیں کمزور ہیں، اور معاملات خود طے کرنے میں ظاہر بھی ہونا پڑتا ہے جو کہ عورتوں کے لیے ممنوع ہے. اھ

دیکھیں: الاحکام السطانیۃ (46).

اور ابن حزم رحمہ اللہ تعالی خلافت کے متعلق کلام کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ یہ عورت کے لیے ناجائز ہے. اھ

دیکھیں: الفصل فی الملل والاھواء والنحل (4/129).

اور الموسوعۃ الفقھیۃ میں ہے:

فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ امام اعظم کی شروط میں سے ہے وہ مرد ہو، لھذا عورت کے لیے حکمرانی صحیح نہیں، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"وہ قوم ہر گز کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے معاملات عورت کی سپرد کر دیے"

اور (مرد اس لیے ہے) تاکہ وہ مردوں سے میل جول رکھ سکے، اور حکمرانی کے معاملات نپٹانے کے لیے فارغ ہو؛ اور اس لیے بھی کہ اس منصب میں بہت سے خطرناک اعمال پائے جاتے ہیں، اور بہت زیادہ تھکا دینے والے کام ہیں، جو صرف اور صرف مرد کے لائق ہیں. اھ

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (21/270).

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ تعالی سے مندرجہ ذیل سوال دریافت کیا گیا:

خالص شریعت اسلامیہ میں عورت کا اپنے آپ ملک کی سربراہ یا حکومت کی سربراہ، یا وزیر اعظم کی نامزدگی کے لیے پیش کرنے کا حکم کیا ہے؟

تو شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

عورت کو حکمران بنانا، اور اسے مسلمانوں کی عام سرداری کے لیے اختیار کرنا جائز نہیں، اس پر کتاب و سنت اور اجماع دلالت کر رہا ہے:

کتاب اللہ میں فرمان باری تعالی ہے:

{مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے}. النساء (34).

اور آیت میں مذکور حکم عام ہے جو کہ مرد کی اس کے خاندان میں حکمرانی اور ذمہ داری کو شامل ہے، اور اسی طرح عام حکمرانی تو بالاولی شامل ہوگی، اور اس حکم کی مزید تاکید آیت میں وارد تعلیل سے ہوتی ہے کہ آیت میں عقل اور رائے اور حکم اور سرداری کی دوسری اشیاء کی افضلیت ہے.

اور سنت نبویہ سے دلیل یہ ہے کہ:

کہ جب فارسیوں نے کسری کی بیٹی کو اپنا حکمران اور بادشاہ بنا لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وہ قوم ہرگز کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے معاملات عورت کے سپرد کر دیے"

اسے امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے روایت کیا ہے.

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ حدیث عورت کی عمومی امارت اور حکمرانی کی حرمت پر دلالت کرتی ہے، اور اسی طرح کسی صوبے اور ملک کی حکمرانی کی حرمت پر بھی؛ کیونکہ یہ سب کچھ اس کی عمومی صفت ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو حکمران بنانے کی کامیابی اور فلاح کی نفی کی ہے، اور فلاح و کامیابی خیر و بھلائی میں کامیابی ہوتی ہے.

خلفاء راشدین کے عہد مبارک میں امت اور تین صدیوں کے آئمہ کرام جن کے بارہ میں خیر و بھلائی کی شہادت دی گئی ہے نے عملی اجماع کیا کہ عورت کو نہ تو قضاء کا منصب دیا جا سکتا ہے، اور نہ ہی امارت و حکومت کا منصب، حالانکہ اس دور میں ایسی عورتیں بھی تھیں جو دینی علوم میں بہت زیادہ ماہر تھیں، اور علوم قرآن، اور علوم حدیث، اور احکام میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا، اور ان سے مسائل دریافت کیے جاتے تھے، بلکہ اس دور میں تو عورتوں نے امارت اور اس کے ساتھ منسلک دوسرے مناصب اور عام عہدوں کی طرف جھانکا تک بھی نہیں.

پھر عام شرعی احکام تو عورت کی امارت کے متعارض ہیں، کیونکہ امارت اور حکمرانی میں حالت تو یہ ہوتی ہے کہ حکمران اور امیر اپنی رعایا کے حالات معلوم کرتا رہتا، اورامت کے افراد اور جماعتوں سے میل جول رکھتا ہے، اور بعض اوقات جھاد میں فوج کی قیادت بھی کرتا ہے، اور دشمنوں کے ساتھ معاہدے وغیرہ کرنا ہوتے ہیں، جو عورت کے حالات کے مناسب نہیں ہوتے، اور وہ احکام جو اس کی عزت بچانے کے لیے مشروع کیے گئے ہیں، اور اسے مبغوض قسم کے چھچھورے پن سے اس کی حفاظت کرنا.

اور یہ بھی ہے کہ: عقل سے حاصل ہونے والی مصلحت بھی اس کا تقاضا کرتی ہے کہ عمومی مناصب اور عہدے عورت کے سپرد نہ کیے جائیں، کیونکہ سرداری اور منصب پر آنے کے لیے عقلی کمال اور پختگی اور تیزی اور قوت ارادی اور حسن تدبیر اور معاملہ فہمی کا ہونا ضروری ہے.

اور یہ صفات ایسی ہیں جو عورت میں نہیں، بلکہ وہ ناقص العقل، اور فکری کمزوری، کے ساتھ ساتھ نرمی اور مہربانی جیسی قوت کے ساتھ پیدا ہوئی ہے، تو اسے اس منصب اور عہدے کے لیے اختیار کرنا اور چننا مسلمانوں کی خیر خواہی اور نصیحت کے لیے نہیں، اور نہ ہی اس میں انہیں عزت و تکریم اور تمکنت حاصل ہوتی ہے.

اللہ تعالی ہی توفیق بخشنے والا ہے، اور اللہ تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور ان کے صحابہ کرام پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے. اھ

ماخوذ از: مجلۃ الدعوۃ (عربی) عدد نمبر (890).

واللہ اعلم.